ایک حدیث

اس وقت تک کوئی شخص ایمان اور اسلام کا دعویٰ نہیں کرسکتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ محبت نہ رکھے۔ ایمان و اسلام کے لیے آنحضرت کے ساتھ محبت و الفت اولین اور بنیادی شرط ہے۔ پھر آنحضرت فداہ ابی و امی کے ساتھ محبت کا مطلب صرف یہی نہیں کہ انسان زبان سے، محبت محبت کی گردان کرتا رہے۔ یا مجلس میں آپ کا اسمِ گرامی لیا جائے تو ہاتھوں کی انگلیاں چومنا شروع کردے، مگر دل میں اس محبت اور پیار کا کوئی اثر نمایاں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصل محبت یہ ہے کہ آپ کی اتباع کی جائے، جن چیزوں کے کرنے کا حکم آپ نے فرمایا ہے، ان پر عمل کیا جائے اور جن سے روکا ہے ان سے بچا جائے۔ یعنی محض زبانی محبت کافی نہیں ہے، بلکہ اصل محبت وہ ہے جو دل اور عمل سے کی جائے، اسی کا اجر ملے گا اور وہی اللہ کے نزدیک قابلِ اعتبار ہوگی۔ پھر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اسے کچھ دنیوی نقصانات بھی برداشت کرنا پڑیں گے۔ ایسے کام بھی کرنا پڑیں گے جو بظاہر مالی اعتبار سے نقصان دہ معلوم ہوں گے اور کچھ لوگوں کو ان کی وجہ سے شاید یہ بھی محسوس ہو کہ یہ تو گھاٹے کا سودا، اور فقر و درویشی کی طرف لے جانے والا معاملہ ہے۔

جامع ترمذی کی ایک حدیث میں اس چیز کو ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

عن عبد اللہ بن مغفل قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی احبک۔ قال انظر ما تقول۔ فقال واللہ انی احبک ثلاث مرات۔ قال ان کنت صادقا فاعد للفقر تجفافا۔ للفقر اسرع الی من یحبنی من السیل الی منتہاہ

وفی روایۃ ان الفقر الی من یحبنی عنکم اسرع من السیل من اعلی الوادی۔

خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو، اس پر غور کر لو۔ اس نے تین بار کہا۔ خدا کی قسم میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ یہ سن کر آنحضرت نے اس سے فرمایا۔ اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو تو مجھ سے محبت کے بعد جو تمھیں فقر لاحق ہو گا۔ اور اس کی وجہ سے جو تمھیں تکلیفیں پہنچیں گی اس سے محفوظ رہنے کے لیے لوہے کا ایک جھول تیار کر لو۔ کیونکہ مجھ سے محبت رکھنے والے کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ آتا ہے جیسا کہ رکا ہوا پانی نشیب کی طرف آتا ہے۔"

ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ "تم میں سے جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کی طرف فقر اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جیسا کہ وادی کی بلندی سے پانی نشیب کی طرف جاتا ہے"

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھے گا، اسے بلاشبہ مالی اور بدنی تکلیفیں اٹھانا پڑیں گی۔ پھر جتنی زیادہ محبت ہو گی، اتنا ہی ان تکلیفوں میں اضافہ ہو گا۔ دعوئ محبت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان تکلیفوں سے اپنے لیے حفاظت کا سامان پیدا کر لے۔ اس کے لیے آنحضرت نے "تجفاف" کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ تجفاف لوہے کے اس جھول کو کہتے ہیں، جو لڑائی کے موقع پر گھوڑے کی حفاظت کے لیے اس کے اوپر ڈالا جائے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق و محبت رکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اس قسم کی زندگی بسر کرے جیسی آنحضرت کرتے تھے، اور اسی انداز اور اسلوب کو پسند کرے جو آنحضرت کا تھا۔ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کا خیال رکھتے تھے، بھوکے کو کھانا کھلانا، ننگے کو کپڑا دینا، ضرورت مند کو ضرورت کی چیز مہیا کرنا، پیدل کو سواری دینا، غریب کو پیسے دینا، پیاسے کو پانی پلانا، اپنا کام چھوڑ کر دوسروں کے کام آنا، محتاج کی حاجت روائی کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم اوصاف تھے۔ جو شخص آپ کے ساتھ محبت رکھتا ہے اسے آپ کے ان اوصاف کو اپنانا چاہیے۔ پھر اپنا وقت صرف کرے اور اپنا نقصان اٹھا کر دوسروں کے

اور خود پیدل چلے، اپنا کام چھوڑ کر مصیبت زدہ کے ساتھ جائے اور اس کا کام کرائے۔ اس طرح انسان اگر کرتا رہے تو لازماً اس کا وقت حرج ہوگا، اس کا سامان دوسرے ضرورت مندوں کے پاس چلا جائے گا، اس کے مال و اسباب میں کمی واقع ہوگی، اس کا کاروبار متاثر ہوگا، اور آمدنی کا تناسب گھٹے گا۔ یہی مطلب ہے فقر کا۔ یعنی آنحضرت کا فرمان یہ ہے کہ مجھ سے محبت کرنے کا نتیجہ تو کچھ تکلیفیں، کچھ پابندیاں اور کچھ فقر و فاقہ ہے۔ اس سے بچاؤ کے لیے ضروری سامان کا انتظام پہلے ہو جانا چاہیے۔ پھر دعویٰ محبت کرنا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیے کہ آنحضرت سے پیار کا لفظ زبان سے نکالنے سے پیشتر ان متوقع تکلیفوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے اور آپ کی محبت و اطاعت کے سلسلے میں جو مالی اور بدنی تکلیفیں پہنچیں انھیں صبر و تحمل اور استقلال و استقامت سے انگیز کرنا چاہیے۔ جس طرح گھوڑے کو میدان جنگ میں لے جاتے وقت آپ اس پر لوہے کا جھول ڈال دیتے ہیں اور اسے خطرات سے محفوظ کر لیتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت کی محبت و اطاعت (جو آپس میں لازم و ملزوم ہیں) کے نتیجہ میں مسلمان کو جو مشکلات پیش آئیں، ان سے بالکل نہ گھبرائے، اور ان کا بہادروں کی طرح مقابلہ کرے۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھے گا، وہ فقیر اور محتاج ہو جائے گا اور تمام مسلمان اور محبانِ رسول فقیروں اور محتاجوں کا ایک گروہ بن جائیں گے۔ مطلب صرف یہ ہے کہ وہی انداز زندگی اختیار کرنا چاہیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھا اور وہی معمولات ہونا چاہییں جو آنحضرت کے تھے۔ اسی طرح اپنا کام اور وقت حرج کر کے دوسروں کے کام کرنا اور ان کی ضروریات پوری کرنا چاہیے جو آنحضرت کا عمل مبارک تھا۔ لازماً اس سے اپنے ذاتی کام پر اثر پڑے گا، اور اس سے فقر و فاقہ تک بھی نوبت پہنچ جانے کا امکان ہے اگر کسی وقت ایسے حالات پیدا ہو جائیں تو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا طریقہ یہی ہے ـــ آپ سے محبت یہ نہیں ہے کہ خود تو پیٹ بھر کر کھا لیا، مگر پڑوسی بھوکا ہے اور اس کا کوئی خیال نہیں ہے

خود عمدہ سے عمدہ لباس زیب تن کر لیا، مگر جو ننگے بدن پھر رہے ہیں، ان کو کبھی کچھ نہ دیا، خود محلوں اور بنگلوں میں رہے، مگر غریبوں اور جھونپڑیوں میں رہنے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ یہ آنحضرت سے کوئی محبت اور تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت سے محبت یہ ہے کہ دوسرے کی مشکلات کا احساس کرے اور انھیں رفع کرنے کے لیے کوشاں ہو۔ اس کے لیے بے شک وقت اور روپیہ بھی خرچ کرنا پڑے۔ دوسرے کی ہمدردی کے لیے اپنے آپ کو اس طرح وقف کر دے کہ خود اپنی زندگی اگر تکلیف و مصیبت اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جاتی ہے تو کوئی پرواہ نہ کرے۔ دوسرے کی مصیبت اپنی مصیبت اور دوسرے کا غم اپنا غم بن جائے۔

یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور قلبی تعلق۔ اس کے بغیر دعویٰ محبت قطعاً کسی شمار میں نہیں آئے گا۔